

مفتی محمد توقیر بدر قاسمی

علوم یوں تو دنیا میں بے شمار ہیں، مگر قرآن وحدیث کا خلاصہ کہلانے کا شرف جس علم، کو حاصل ہے وہ صرف ’علم فقہ‘ ہی ہے۔ چنانچہ کتاب وسنت کا عطر ہونے کی ضمانت کے لیے اس کے حق میں اتنا ہی کافی ہے کہ امت مسلمہ کے ذہین ترین لوگوں کی توجہ کا یہ ہمیشہ مرکز رہا ہے اور مدارس اسلامیہ میں اس علم کی تدریس کو خصوصی اہمیت دی جاتی رہی ہے؛ جس کا بجا طور پر یہ علم حق بھی رکھتا ہے۔

تغیر پذیر دنیا میں تبدیلیاں ظہور پذیر ہوتی رہتی ہیں، اس سلسلہ میں یہ بات ضروری ہے کہ اساتذہ مدارس اور ماہرین فن وقتاً فوقتاً اسلامی علوم بالخصوص ’فقہ‘ کے تدریسی منہج اور تعلیمی نظام پہ غور و فکر کرتے رہیں، تاکہ یہ مفید سے مفید تر ہمارے لئے ثابت ہو۔

دینی مدارس کے طلبہ عموماً چار سے پانچ سالوں تک فقہ کی متعدد کتابیں پڑھتے ہیں ان میں سے پہلی کتاب ”نور الایضاح“ اور آخری کتاب ”ہدایہ“ ہے ممکن ہے کچھ جگہوں پر پہلی کتاب ”نور الایضاح کی جگہ کوئی دوسری کتاب ہو، مثلاً ندوہ اور اس کی متعدد شاخوں میں مذکورہ کتاب کے بجائے ”الفقہ المیسر“ داخل نصاب ہے۔

بہر حال تدوین نصاب کے ابتدائی ادوار میں نصاب کا غالب حصہ فقہی کتابوں پر مشتمل تھا؛ کیوں کہ یہی نصاب معاشرہ کے لیے خدام اور ملک کے عدالتی و دفتری نظام کے لئے افراد تیار کرتا تھا۔ بعد کے ادوار میں باقاعدہ مدارس کے قیام کے بعد اس میں خاصی تبدیلیاں ہو چکی ہیں، مگر اتصال زمانہ و ارتباط عصر کی بنیاد پر ’فقہ کا‘ تفوق ہمیشہ برقرار رہا ہے۔ آج بھی ارباب مدارس اپنی توانائی کا بڑا حصہ اسی پر صرف کر رہے ہیں۔ چنانچہ مولانا اشہد رفیق ندوی رقم کرتے ہیں:

”تدریس فقہ کا دائرہ بہت وسیع ہے، اس میں مسائل، فرائض، اصول، مقاصد، مصادر تاریخ اور عصری مسائل سبھی کچھ شامل ہیں، مسائل کا تعلق بھی زندگی کے مختلف پہلوؤں: عبادات، معاملات، معاشرت اور اخلاق سب سے ہے۔ ہمہ جہت افادیت کے لیے تدریسی نظام میں مضمون کے ہر پہلو کا احاطہ عین مطلوب ہے۔ اس فن کا ایک نازک پہلو یہ ہے کہ اس کا ایک سرا قرآن وسنت سے جڑا ہوا ہے تو دوسرا سرا رفتار زمانہ سے متصل ہے اور دونوں کے درمیان توازن قائم رکھنا فقیہ کا فرضہ ہوتا ہے“ (دینی مدارس میں تدریس فقہ۔ ایک تجزیاتی مطالعہ از اشہد رفیق ندوی)

بر صغیر میں نصاب میں فقہ حنفی

بر صغیر میں عام طور پر فقہ حنفی کو ہی رواج حاصل رہا ہے، اس لیے آج بھی بیشتر دینی مدارس میں فقہ حنفی ہی درس کا حصہ بنی ہوئی ہے۔ البتہ ہندوستان کی بعض ریاستیں مثلاً کیرالہ، کوکن اور ساحلی علاقوں میں جہاں شوافع حضرات بود و باش اختیار کئے ہوئے ہیں وہاں ان کے مدارس میں فقہ شافعی کی تعلیم ہی کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ اور کیا جانا بھی چاہئے!

فقہ حنفی میں جو کتابیں نصاب میں اپنی اہمیت کا احساس کراتی ہیں ان میں مشہور اور مقبول کتابیں مندرجہ ذیل ہیں: (۱) نور الایضاح (۲) الفقہ المیسر (۳) قدوری (۴) کنز الدقائق (۵) شرح وقایہ (۶) ہدایہ (۸) الدر المختار (۹) بدائع الصنائع (۱۰) سرا جی جو فن فرائض کی نہایت جامع اور مفید کتاب ہے غالباً ہندوستان کے تمام ہی مدارس میں فن فرائض سے

واقفیت اور جامعیت پیدا کرنے کی غرض سے داخل نصاب ہے۔

تعارف و تجزیہ نورالایضاح للعلامہ حسن شرنبلالی:

یہ کتاب قدیم دور میں رائج اسلوبوں کی یاد دلاتی ہے، مباحث بھی صرف عبادات تک ہی بیان کئے گئے ہیں، بعض مباحث اس انداز میں نقل ہوئے ہیں کہ اپنے ناپختہ عمر قاری و طلبہ پر ناخوشگوار اثرات ڈال جاتے ہیں، مثلاً کتاب الطہارۃ کے ذیل میں فصل فی الاستنجاء اور مایوجب الاعتسال وغیرہ میں آنے والی بحثیں اسی قبیل کی ہیں، اسی کے ساتھ ساتھ دراز نفسی بھی اس میں در آئی ہے مثلاً پانی کے چھ اقسام، سنن صلاۃ کی تعداد اکاون (۵۱)، جن اعذار سے نماز باجماعت ساقط ہو جاتی ہے اس کی تعداد اٹھارہ، آداب وضو چودہ، وضو کی اٹھارہ سنن وغیرہ وغیرہ، ظاہر ہے نووارد طالب علم کے لیے یہ انداز متوحش و پریشان کن ہوتا ہے، تاہم ان سب باتوں کے باوجود کتاب اپنے مضامین ’عبادت و طہارت‘ کی شمولیت و جامعیت میں بے نظیر ہے۔

طریقہ تدریس

یہ بات گذر چکی ہے کہ بعض ناخوشگوار باتوں اور طوالت کے پیش نظر بعض مدارس دینیہ میں ”نور الایضاح“ کے بجائے ”الفقہ المیسر“ داخل نصاب ہے، اور دونوں اپنی اپنی جگہ اپنی افادیت کی حامل ہیں، مگر سوال یہ ہے کہ طلبہ کو اس کی افادیت و نافعیت کا قائل کیسے کیا جائے؟ ان کو اس پہلی منزل سے ہی کیوں نہ اس طرح روشناس کرادیا جائے کہ بقیہ منازل وہ خود اپنے شوق و دلچسپی سے علی وجہ البصیرت طے کرتے ہوئے چلے جائیں؟ ان سوالات کے جوابات ہمیں درج ذیل چند تجاویز میں نظر آتے ہیں۔

(الف) فن فقہ کے ماہر اور فقہی بصیرت رکھنے والے اساتذہ ہی ان مجموعات کے لئے طلبہ کو فراہم کیا جائے، کیونکہ ماہرین تعلیم و نفسیات اس بات سے اتفاق کرتے ہیں کہ اگر استاذ کی فن پر پوری گرفت اور دسترس ہو تو وہ نہ صرف کتاب پڑھاتا ہے بلکہ پڑھنے والوں کو متعلقہ علوم میں مہارت حاصل کرنے کی راہ بھی دکھلاتا ہے، وہ اس علم کی بنیادی ماخذوں اور کتابوں سے خود بھی واقف ہوتا ہے اور طلبہ کو بھی روشناس کراتا ہے۔

(ب) بنیادی طور پر سب سے پہلے کسی بھی فن کی ایک مختصر مگر واضح اور جامع کتاب کا زبانی حفظ کرادینا ماہرین تعلیم و نفسیات بہتر اور مناسب سمجھتے ہیں، اس لیے فن فقہ میں بھی اس احساس کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے، چنانچہ ایک مختصر کتاب خواہ عربی میں ہو یا اردو میں مع مطالب کے زبانی یاد کروادیا جائے۔

(ج) نور الایضاح کی آج کے کمپیوٹری عہد میں ترقیم کردی جائے تو مناسب ہے، ساتھ ہی ساتھ ذیلی عناوین بھی قائم کئے جائیں، پیراگراف متعین کیا جائے اور سب سے ضروری واہم یہ کہ ہر درس کے ختم پر تمرینی سوالات بغرض افادہ ضرور تحریر کئے جائیں، اور بچوں سے اس کی روشنی میں کام لیا جائے، تاکہ ان میں سلیقگی اور نظم و ضبط کا شعور پروان چڑھے۔

(د) تمرینات مثبت و منفی ہر طرح کے رکھے جائیں تاکہ طلبہ میں صحیح و غلط کی تمیز کے ساتھ ساتھ مسائل کو پرکھنے کا شعور بھی پیدا ہو سکے۔

القدوری تعارف و تجزیہ اور طریقہ تدریس

المختصر إلامام القدوری : مذکورہ کتاب مدارس دینیہ کے نصاب فقہ کی دوسری کڑی میں شامل ہے، یہ کتاب مسائل کے انتخاب اور روانی میں اپنی مثال آپ ہے، حسن ترتیب میں بھی اعلیٰ درجہ کی حامل ہے، فقہی متون میں اس پایہ کی بہت کم کتابیں ہی تصنیف ہوئی ہیں، مگر اکثر مدارس میں یہ بھی اپنے تمام اوصاف حسنہ کے باوجود مکمل نہیں ہو پاتی ہے، بالفاظ دیگر طلبہ کا حق اس سے استفادہ نہیں کر پاتے۔ اور اس کا جو اثر طلبہ پر پڑنا چاہیے وہ خاطر خواہ نہیں پڑتا ہے، چنانچہ اسے مؤثر بنانے کے لیے درج ذیل تجاویز کو اپنانا مفید معلوم ہوتا ہے۔

الف: تعلیمی میقات میں گھنٹوں کی درجہ بندی اس طرح کی جائے کہ کتاب مکمل پڑھی اور پڑھائی جاسکے۔ خواہ اس کے لیے تکرار سے بچنے کے لئے ”ابواب عبادات“ حذف کر دیے جائیں یا ماہر فن اساتذہ اختصار و جامعیت سے کام لیتے ہوئے اس کا درس دیں۔

ب: اگر عبادات کے ابواب حذف کر دیے جائیں تو اس بات کی کوشش ہونی چاہیے کہ گذشتہ کتب و اسباق کی روشنی میں طلبہ ان کا مطالعہ از خود کریں، اور اساتذہ ان کا باضابطہ ان مباحث کی روشنی میں سوالات قائم کر کے ہو سکے تو چھوٹا سا مقالہ تیار کروائیں۔

ج: کتاب مذکور کی بھی ترقیم کی جائے۔ ذیلی عنوانات قائم کیے جائیں، پیرا گراف متعین کیے جائیں، تاکہ کتاب سبک اور سہل معلوم ہو۔

د: ہر سہ ماہی پر بطور امتحان طلبہ سے متعلقہ مسائل پر جو پڑھائے جا چکے ہوں ان سے متعلق سوالات دے کر ان سے مقالات لکھوائے جائیں۔ اس کے لیے اگر مناسب سمجھیں تو دو چار دن تعلیم موقوف کر کے ان ہی کاموں پر متعلقہ گھنٹہ کو برتنے کو کہا جائے۔ اور اس سلسلہ میں ان کی راہ نمائی بھی کی جائے۔

کنز الدقائق تعارف اور طریقہ تدریس:

کنز الدقائق علامہ نسفیؒ کی مشہور تالیفات میں شمار کی جاتی ہے، آپؒ آٹھویں صدی کے نام ور مصنف اور محقق رہے ہیں تفسیر میں مدارک التنزیل، اور اصول فقہ میں منار صاحب علم حضرات کے نزدیک معتبر مانی جاتی ہیں۔

ہندوستان کے بعض مدارس میں قدوری کے بعد فقہی دروس کے لیے ”کنز الدقائق“ کو داخل درس دیکھا جاسکتا ہے، یہ کتاب اپنے تمام تر اوصاف حسنہ کے باوجود سبھی مدارس دینیہ کے لیے لائق استفادہ نہیں سمجھی جاتی۔ ایجاز نے اغلاق کا روپ دھار لیا ہے، نتیجہً فن پہ توجہ ہونے کے بجائے معلم و متعلم ہر ایک کا وقت اور ذہن اس کے اغلاق کے حل میں ہی الجھا رہتا ہے، چنانچہ وقت کے نامور فقیہ اور صاحب تصانیف کثیرہ مولانا خالد سیف اللہ رحمانی اس بابت رقم کرتے ہیں:

یہ اس دور وسطیٰ کی تالیف ہے جب فن پر توجہ دینے اور اس میں اضافہ کرنے کے بجائے ایسی تحریروں کا رواج پڑ گیا تھا، جس میں مختصر سے مختصر عبارت میں بیش از بیش معانی کو سمیٹ لیا جائے، کنز الدقائق بھی اس مزاج کی کتاب ہے اور اس کے اختصار نے حد ایجاز کو پار کر کے اغلاق کی صورت اختیار کر لی ہے، حالانکہ متقدمین کا اسلوب بہت سادہ اور ترکیبی پیچیدگیوں سے محفوظ ہوا کرتا تھا، آج بھی یہ فقہی تحریریں ثانوی ادب کا شاہ کار ہیں“ (فقہ اصول فقہ اور قواعد فقہ نصاب تعلیم اور طریقہ تدریس از مولانا خالد سیف اللہ رحمانی)

مذکورہ احساس کے پیش نظر ہی اکثر مدارس دینیہ میں کنز کی جگہ شرح وقایہ نے لے رکھی ہے، جو تاج الشریعہ محمودؒ کے قلم گہر بار سے نکلی ہوئی فقہی متن ”وقایہ“ پر ان کے نامی گرامی پوتے صدر الشریعہ الاصر عبید اللہ بن مسعودؒ (م ۷۷۷ھ) کی مفصل شرح ہے، تاہم یہ متن و شرح بھی مذکورۃ الصدر ”کنز الدقائق“ نامی کتاب کی طرح ہی ایک خامی اپنے اندر سموئی ہوئی ہے اور وہ ہے اس کا بہت سے مقامات پر طول بیانی اور متعلقہ مسائل سے ہٹ کر دیگر امور کی مفصل نشاندہی۔

اس لیے مذکورہ دونوں کتابوں کے بجائے کسی اور کتاب کو درجہ چہارم عربی میں جہاں طلبہ مدارس میں نصوص شرعیہ کے تیس حساسیت کا شعور بھی پیدا ہو چکا ہوتا ہے، داخل درس مناسب معلوم ہوتا ہے، چنانچہ سب سے موزوں ”شرح نقایہ“ للملا علی قاری کا نام لیا جاتا ہے، اور اس کتاب کے مؤید وحامی ازہر ہند دارالعلوم دیوبند کے موقر بزرگ استاذ ماہر تعلیم مایہ ناز ادیب حضرت مولانا اعزاز رحمۃ اللہ علیہ بھی رہے ہیں : مولانا خالد سیف اللہ ان سبھی باتوں کا جائزہ لیتے ہوئے رقم کرتے ہیں :

”یہ دو کتابیں ایسی ہیں کہ ان کا متبادل موجود ہے، شرح وقایہ کی جگہ ملا علی قاری کی شرح نقایہ شاید بہتر ہو، ملا علی قاری بلند پایہ محدث ہیں اور جب کبھی کسی مصنف کے ذوق میں حدیث وفقہ کا قرآن السعدین ہو جائے تو اس کی آب و تاب ہی اور ہوتی ہے میں نے سنا کہ شیخ الادب حضرت مولانا اعزاز علی صاحب کی رائے بھی یہی تھی بہتر ہوگا کہ شرح وقایہ کی جگہ اس کتاب کو شریک نصاب کیا جائے“ (فقہ اصول فقہ اور قواعد فقہ نصاب تعلیم اور طریقہ تدریس از مولانا خالد سیف اللہ رحمانی) طریقہ تدریس:

الف: مذکورہ کتاب کی خواندگی میں ہر طالب علم کا حصہ قرات (شرکت خواندگی عبارت) یقینی بنایا جائے۔
ب: حدیث جبریل کی روشنی میں سبق کے اختتام پر روزانہ طلبہ کو سوال کا موقعہ دیا جائے اور اس کی تصدیق و تائید ان کی حوصلہ افزائی کر کے کی جائے۔

ج: ہر باب سے متعلق بحث کے ساتھ ساتھ موجودہ مسائل عصریہ مستجدہ مثلاً عصر حاضر میں بنکوں، ہسپتالوں اور کارخانوں میں روز مرہ پیش آنے والے مسائل پر بھی روشنی ڈالی جائے۔ اس سلسلہ میں اساتذہ خود بھی فقہی اکیڈمیوں سے شائع علمی مجلات کا مطالعہ جاری رکھیں اور طلبہ میں بھی اس کی تحریک پیدا کریں !
د: معاملات کے ابواب کو ہی شروع سال میں پڑھایا جائے وقت ملنے پر پھر شروع کتاب سے ابواب طہارت و عبادت کو پڑھایا جائے۔

ه: ہر باب کے آخر میں خلاصہ باب بتلاتے ہوئے باب سے متعلق ہی کچھ سوالات قائم کر کے مقالہ بھی لکھوایا جائے ان شاء اللہ فائدہ ہوگا۔

ہدایہ تعارف و طریقہ تدریس:

مدارس اسلامیہ ہند میں فقہ کی منتہی اور آخری کتاب حنفی المسلك مدارس میں غالباً ہدایہ ہی داخل درس ہے، اس کتاب کے مرتب و مصنف علامہ ابوالحسن مرغینانیؒ ہیں جو محتاج تعارف نہیں، یہ کتاب اختصار و جامعیت میں اپنی نظیر آپ، جہاں

اختصار کا عالم یہ ہے کہ اب بھی اس کو بازوق حضرات زبانی یاد کر کے ”حافظ ہدایہ“ کے لقب سے ملقب ہوتے ہیں وہیں جامع منقول و معقول ہونے میں اس قدر طاق ہے کہ غیر بھی اس سے استفادہ کرنے پہ خود کو مجبور پاتے ہیں۔

در اصل یہ کتاب امام قدوری کی مختصر اور امام محمد کی الجامع الصغیر دونوں کو ملا کر ایک ٹھوس فقہ حنفی کا تیار کردہ متن ”بدایۃ المبتدی“ اور پھر جامع علامہ مرغینانی ہی کے قلم سے اس کی مبسوط شرح ”کفایۃ المُنْتَبِی“ لکھی گئی، بعد ازاں دراز نفسی کو محسوس کرتے ہوئے اس کی تلخیص ”ہدایۃ المہتدی“ کے نام سے علامہ نے ہی تیار کی جو مختصراً ”ہدایہ“ کے نام سے علماء و طلبہ کے درمیان مشہور و معروف اور متداول ہے۔

اس کتاب کی ایک نمایاں خصوصیت یہ بھی ہے کہ اپنے مطالعہ کنندگان کو ایک صحیح رخ اور علمی منہج عطا کرتی ہے، اسے کثرت سے پڑھنے والا خود کے اندر استنباط و استنتاج کی صلاحیت محسوس کرتا ہے، واقعہ یہ ہے کہ اپنی جگہ بالکل چست اور درست ہے، اسے ہر بازوق قاری فقہ کو اپنی آنکھوں کا سرمہ ضرور بنانا چاہیے۔

چنانچہ ماہرین تعلیم کا خیال یہ ہے کہ اس کتاب کی تدریس کے لیے موزوں وہی استاذ ہو سکتے ہیں جو فقہ، اصول فقہ اور قواعد فقہیہ کی اہمیت و نزاکت سے مکمل واقف ہوں ان کا شمار امت کے بالغ نظر فقہاء اور گہری نظر رکھنے والے علما میں ہوتا ہو، وہ نہ صرف قدیم کتابوں اور ان میں درج مسائل سے واقفیت رکھتے ہوں بلکہ جدید مسائل خواہ وہ طب (رواں مسائل میڈیکل) سے متعلق ہوں یا اقتصادیات (جاری بنکوں کے معاملات) سے، سیاسیات (عصر حاضر کے پارلیمنٹ اور شریعت) سے متعلق ہوں یا جنائیات (جرائم اور انکی تحقیق میں عصری وسائل اور مروجہ سزائیں) سے؛ سبھی میں ان کی دلچسپی یکساں ہوں۔ ظاہر سی بات ہے ایسے اساتذہ ہی کتاب اور قاری کتاب کے حق میں مفید ہوں گے۔

طریقہ تدریس:

الف: اساتذہ متعلقہ موضوع پہ آغاز درس میں اس انداز سے زبانی ہی کتاب کا خلاصہ بتلائیں کہ طلبہ اس کو مالہ و ماعلیہ مع دلائل و اختلاف اس کو ذہن نشین کر لے، پھر عبارت سے ترجمہ کر کے ان ہی باتوں کو منطبق بھی خود طلبہ سے کروائیں۔

ب: اگر مدارس کی مالی حیثیت اجازت دے تو فقہ و فتاویٰ کے ماہر اساتذہ سے اس پر ان طلبہ کے درمیان محاضرہ بھی دلویا جائے۔

ج: ہر باب کے اختتام پر مقالہ تمام ادلہ شرعیہ کی روشنی میں ضرور تحریر کروایا جائے، ان مقالات میں عربی شروحات کی عبارتیں بھی ہوں اس کا یقین کر لیا جائے اور اچھے مقالہ نگاروں کو تشجیعی طور پر انعام بھی دیا جائے۔

اختتامیہ

تعلیم فقہ و تدریس مسائل فقہیہ نہ صرف ایک درسی مشغلہ ہے بلکہ یہ ایک طرف جہاں ذہن و دماغ کو روشن کرتا ہے، وہیں ایک طالب علم نبوت کو وہ شاہِ راہ بھی دکھاتا ہے؛ جس پر چل کر وہ دین و دنیا میں سرخ رو ہو کر اپنے مقصود اصلی (رضا الہی) کو بھی پاتا ہے، اس لیے ہر صورت اس کو عبادت کا مقدمہ، آخرت کا گائیڈ اور رضا الہی کا مظہر جانتے ہوئے ہر ذمہ دار خواہ وہ متہم ہو یا مدرس، مفتی ہو یا لسانیات کا مہر سبھی پر اپنے مقدور بھر پوری سعی کرنا شرعاً لازم ہے۔

اب اس کا فائدہ عام اور تام کیسے ہو؟ یہ ہر ایک وابستہ دبستانِ فقہ کی ہمت پر موقوف ہے، کیونکہ آج نہ صرف زمانہ کی رفتار تیز ہو گئی ہے بلکہ؛ اہل زمانہ کے مسائل میں تبدیلیاں بھی کافی تیزی سے رونما ہو رہی ہیں، اس لیے ہر ایک ایمان

والا فرد و بشر آج کے بدلتے عہد میں ہم علما و مفتہا کی طرف اس امید سے نگاہ کرتا ہے کہ اس کی امید یقیناً پوری کی جائے گی، اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ ہم قافلہ علم و تحقیق کی رفتار بھی اتنی تیز کر دے کہ ہر مومن کی امید ضرور پوری ہو۔ تمت بالخیر الحمد للہ